منگل
۴۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۲۰ | منگل۔ ۲۷۔ ربیع الثانی ۔ ۱۴۱۵ھ ' ۴۔ اخاء ۱۳۷۳ ھش ' ۴۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

طاعون کا ایک نسخہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے طاعون کے علاج کے لئے سلفر SULPHUR 1000 اور مرک سال MERC SOL 1000 تجویز فرمائی ہے۔ یہ دونوں دوائیں باری باری استعمال کی جائیں۔ یعنی پہلے ہفتہ میں ایک خوراک سلفر کی اور دوسرے ہفتہ میں مرک سال کی ایک خوراک۔ اسی طرح باری باری استعمال کی جائیں۔

اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مخلوق خدا اس مہلک وبا سے محفوظ ہو۔ اور حضرت بانی سلسلہ کی جماعت پورے اعجاز کے ساتھ اس سے محفوظ رہے۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان کا فرض ہے کہ اس میں نیکی کی طلب صادق ہو اور وہ اپنے مقصدِ زندگی کو سمجھے قرآن شریف میں انسان کی زندگی کا مقصد یہ بتایا گیا ہے۔ (۔) یعنی جنّ اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں جب انسان کی پیدائش کی علّتِ غائی یہی ہے تو پھر چاہئے کہ خدا کو شناخت کریں۔ جب کہ انسان کی پیدائش کی علّتِ غائی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے اور عبادت کے واسطے اول معرفت کا ہونا ضروری ہے۔ جب سچی معرفت ہو جاوے تب وہ اس کی خلاف مرضی کو ترک کرتا۔ اور سچا (فرمانبردار) ہو جاتا ہے۔ جب تک سچا علم پیدا نہ ہو کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ دیکھو جن چیزوں کے نقصان کو انسان یقینی سمجھتا ہے ان سے بچتا ہے مثلاً سمّ الفار ہے جانتا ہے کہ یہ زہر ہے اس لئے اس کو استعمال کرنے کے لئے جرأت اور دلیری نہیں کرتا کیونکہ جانتا ہے کہ اس کا کھانا موت کے منہ میں جانا ہے۔ ایسا ہی کسی زہریلے سانپ کے بِل میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یا طاعون والے گھر میں نہیں ٹھہرتا اگرچہ جانتا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے منشاء سے ہوتا ہے۔ تاہم وہ ایسے مقامات میں جانے سے ڈرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ پھر گناہ سے کیوں نہیں ڈرتا؟

(ملفوظات جلد سوم ص ۸۲-۸۳)

نکاح

○ جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر مورخہ ۲۔ جولائی ۹۴ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب آف کینیڈا کے سب سے چھوٹے صاحبزادے عزیز مکرم مرزا نصیر احمد صاحب اور عزیزہ مکرمہ امتہ الحفیظ حناء صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مربی انچارج ویسٹرن ریجن کینیڈا کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

عزیزہ مکرمہ امتہ الحفیظ حناء صاحبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معروف مربی حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی پوتی ہیں۔ اور عزیز مکرم مرزا نصیر احمد صاحب حضرت بھائی مرزا برکت علی صاحب (رفیق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے پوتے ہیں اور محترم حامد حسین خانصاحب (وفات یافتہ) آف میرٹھ کے نواسے ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے نہایت مبارک فرمائے۔

ولادت

○ مکرم سید صبور اقبال شاہ صاحب ابن مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب دار النصر غربی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۳۰۔ ستمبر ۹۴ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ازراہ شفقت نومولود کا نام سید وقاص محمود احمد عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مسعود احمد شوکت صاحب (بھائی بھائی ٹریڈرز) ۲۵۔ ستمبر ۹۴ء بروز اتوار شام سات بج کر پچیس منٹ پر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئیں

باقی صفحہ ۷ پر

خدا تعالیٰ کو اپنے تمام امور میں مقدّم کرلو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

تم خدا کے لئے ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ تم کھانا نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ کپڑا نہ پہنو اور مکان میں نہ رہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ تم میرے پاس آجاؤ۔ میں تمہیں یہ سب چیزیں دوں گا۔ ہاں تم نیت کرلو۔ یہ چیزیں ملتی ہیں تو ملیں، نہیں ملتی تو نہ ملیں ہم نے کبھی کوئی ایسا نبی نہیں سنا جسے پہننے کے لئے کپڑے میسر نہ ہوں۔ انہیں بھی بہرحال کپڑے میسر آجاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ جیسے کپڑے مل جائیں مل جائیں لیکن پہننے ضرور ہیں اور کپڑے ایک مولوی ایک عام دنیا دار مسلمان اور ایک عیسائی بھی پہنتا ہے۔ ان میں یہی فرق ہے کہ ایک نے اللہ تعالیٰ کو مقدّم رکھا اور دوسرے نے دنیا کو مقدّم رکھا اور خدا کو موخر اور یہی تھوڑا سا فرق ہے جس کی وجہ سے ایک رسول بن گیا اور ایک دنیا دار مولوی بن گیا۔ غرض روحانیت کے لئے ارادہ اور نیت کی ضرورت ہے۔ تم خدا تعالیٰ کو اپنے تمام امور میں مقدم کرلو۔ تمہیں روحانیت مل جائے گی۔ روحانیت والا گھوڑے کو آگے باندھتا ہے اور گاڑی کو پیچھے لیکن ایک دنیا دار گاڑی کو آگے باندھتا ہے اور گھوڑے کو پیچھے۔ کہنے کو یہ ایک معمولی سی بات ہے لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو لوگ اس پر ہنسنے لگ جائیں۔ پس تم خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو اور دنیا کو موخر۔ اس کا نام روحانیت ہے لیکن اگر تم خدا تعالیٰ کو مقدم اور دنیا کو موخر نہیں رکھتے تو اس کا نام روحانیت نہیں۔

(از خطبہ ۱۸۔ مئی ۱۹۵۱ء)

اپنے گھروں کی حالت درست کریں۔ ان کے حقوق ادا کریں۔ پھر اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں۔ اپنے غریب بھائیوں اور ہمسائیوں کے حقوق ادا کریں۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۴ - اخاء - ۱۳۷۳ ہش ۴ - اکتوبر ۱۹۹۴ء

تحدیثِ نعمت

محبت کے متعلق ایک عام مقولہ یہ ہے کہ محبت بڑھتی بھی ہے اور گھٹتی بھی ہے۔ محبت بڑھانے والی باتیں کی جائیں تو محبت بڑھے گی اور محبت گھٹانے والی باتیں کی جائیں تو محبت گھٹ جائے گی آپ کو پتہ چلے کہ آپ کا کوئی دوست ہر جگہ آپ کی تعریف کرتا ہے اور آپ کو نہایت اچھے الفاظ میں یاد کرتا ہے تو یقیناً آپ کے دل میں اس کے لئے محبت کے سوتے پھوٹ پڑیں گے۔ آپ اسے بہت اچھا سمجھیں گے۔ اس کی تعریف کریں گے۔ اور یہ محبت کے بڑھنے کی علامت ہے اس کے بالمقابل آپ کو پتہ چلے کہ آپ کا کوئی دوست منہ پر تو اچھی باتیں کرتا ہے لیکن پیٹھ پیچھے آپ کی برائی کرتا ہے تو یقیناً آپ کے دل میں اس کی محبت کم ہونے لگے گی اور ہو سکتا ہے محبت کم ہوتے ہوتے نفرت میں بدل جائے۔

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی کا اچھی طرح ذکر کرنا محبت کو بڑھاتا ہے اور یہ محبت نہ صرف اس کے دل میں بڑھتی ہے جس کے متعلق باتیں کی جاتی ہیں بلکہ اپنے دل میں بھی محبت بڑھتی ہے اگر آپ کو کسی سے محبت نہ ہو تو آپ اس کا ذکر ہی کیوں کریں اور ذکر کریں تو اچھا ذکر کیوں کریں۔ اچھا ذکر کرنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

یہ اصول صرف انسانوں کی آپس میں محبت کے لئے نہیں ہے بلکہ انسان اور خدا تعالیٰ کی محبت کا بھی یہی حال ہے آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو آپ کے دل میں بھی اس کی محبت بڑھتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی زیادہ پیار کرنے لگتا ہے اور اس محبت کو بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کا اچھا اچھا ذکر کریں۔ اس کا اچھا اچھا ذکر کیا ہے؟ اس کے انعامات کا ذکر ہے یعنی ہمارا ہر لمحہ۔ اور ہمارا ہر قدم اور ہماری ہر سانس اس کی عطا ہے۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اسی کا دیا ہوا ہے اور جو کچھ ہمیں ملے گا وہ اسی سے ملے گا۔ ہم مانگیں گے جب بھی ملے گا اور نہیں مانگیں گے جب بھی ملے گا۔ ان ساری باتوں کا ذکر ہمارے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت بڑھانے کا باعث بنتا ہے اور چونکہ اس کا نام جذبہ تشکر بھی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو گے تو اور زیادہ دوں گا۔

ہم کھاتے پیتے۔ چلتے پھرتے۔ اٹھتے بیٹھتے۔ کام کرتے۔ کماتے اور خرچ کرتے ہیں۔ ہم دوستوں کی محبت حاصل کرتے ہیں۔ ہم صحت سے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں ہم ان کا ذکر کیوں نہ کریں۔ یہ سب باتیں اس کی عطا ہیں۔ ہم اس کے متعلق کیوں نہ سوچیں اور ہم اس کے متعلق دوسروں سے کیوں نہ بات کریں۔ ایسا کرنے سے ہمارے دل خدا تعالیٰ کے اور بھی قریب ہو جاتے ہیں اس کی محبت میں ڈوب جاتے ہیں ہم اس کے ہو جاتے ہیں اور وہ ہمارا ہو جاتا ہے۔

پس لازمی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کریں۔ تحدیث نعمت بھی یہی ہے۔

آنے جانے کی جلدی تھی نہ رہنے ہی پہ مرتا تھا
خدا جانے وہ دل ہی دل میں کن باتوں سے ڈرتا تھا
اچانک ہو گیا خاموش اور چپ لگ گئی اس کو
وگرنہ اس سے ہر محفل کا رنگ و بو نکھرتا تھا

ابوالاقبال

صادقوں کا صدق و اخلاص و وفا
اک کرشمہ ہے خدا کی ذات کا

عاجز و ناچیز و لاشے ہوں مگر
مجھ پہ ہے لطف و کرم بے انتہا

کس محبت سے مرے حالات کو
دیکھتا ہے قادرِ مطلق خدا

میں نے دنیا چھوڑ دی جس کے لئے
اس نے میری جھولیوں کو بھر دیا

دے کے مجھ کو ہر طرح رزقِ حلال
مانگنے سے بے نیازی کی عطا

مجھ کو کب، کس چیز کی ہے احتیاج
خالق کون و مکاں کو ہے پتہ

شرق میں ہو یا کہ ہو وہ غرب میں
دسترس میں ہے مری ہر مدّعا

اس سے بڑھ کر میرے مولا نے مجھے
دوستی کا بھی عجب تحفہ دیا

صادقِ بے لوث ہی کو دیکھئے
انکا اظہارِ محبت برملا

بھیجتے رہتے ہیں وہ مجھ کو سلاد
شہد کی مانند ہے جس کا مزہ

اس کی شیرینی ہے روحِ دوستی
میں سمجھتا ہوں اسے دل کی غذا

اے مرے مولا مرے پروردگار
آپ ہی صادق کو دے اس کی جزا

گو نسیمِ بینوا خاموش ہے
دل سے ہر لحظہ نکلتی ہے دعا

نسیم سیفی

شیخ رحمت اللہ شاکر

سادگی کے نمونے

حضرت سلمانؓ فارسی کے متعلق یہ ذکر آچکا ہے کہ آپ مدائن کے گورنر تھے۔ لیکن طرزِ معاشرت اور ظاہری لباس میں اس قدر سادگی تھی کہ ایک دفعہ کسی شخص نے بازار سے گھاس خریدی تو انہیں مزدور سمجھ کر گانٹھ ان کے سر پر لادی۔ کسی واقف نے دیکھا تو اس سے کہا کہ یہ تو ہمارے امیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اس پر وہ بہت نادم ہوا۔ معذرت چاہی اور گانٹھ کو اتارنے کے لئے لپکا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اب تو تمہارے مکان پر پہنچ کر ہی اتاروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی زندگی دیگر صحابہؓ کی طرح بہت سادہ تھی۔ ایک دفعہ کسی نے ان کے لئے بیش قیمت کپڑے بطور ہدیہ بھیجے۔ تو انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیئے۔ کہ میں غرور کے خوف سے ان کو پہن نہیں سکتا۔

صحابہ کرامؓ کا تمدن بے حد سادہ تھا۔ حتیٰ کہ شادی بیاہ کے مواقع پر بھی انتہائی سادگی نظر آتی ہے۔ اگر کسی کے پاس مال و دولت نہ ہو۔ تو وہ مقروض ہو کر اپنی زندگی کو تلخ نہیں بناتے تھے۔ بلکہ جو میسر ہوا۔ اسی پر کفایت کر لیتے تھے۔ اور چونکہ یہ روح ہر ایک میں تھی اس لئے اس بات کو معیوب بھی خیال نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ اچھا سمجھا جاتا تھا۔ ایک صحابیؓ ایک عورت سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ مہر کے لئے کچھ ہے۔ بولے صرف تہبند ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر یہ مہر میں دے دیا تو ستر پوشی کیسے کرو گے۔ کچھ اور تلاش کرو۔ اور نہیں تو لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وہ بھی نہیں ملتی۔ آپؐ نے قرآن مجید کی چند سورتوں کا سکھانا مہر مقرر کر کے نکاح پڑھا دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ آپ متمول اور امیر آدمی تھے۔ علاوہ ازیں اسلام میں ان کو بہت بڑا مقام حاصل تھا خاندانی وجاہت اور عزت کے علاوہ آپ اپنے زہد و تقدس اور فدائیت کی وجہ سے تمام مسلمانوں کی آنکھ کا تارا تھے۔ لیکن طرزِ معاش نہایت سادہ تھی۔ نہایت معمولی لباس زیب تن فرماتے۔ اور سادہ غذا کھاتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے اسلامی مجاہدین کے لئے جو چیزیں ضروری قرار دے رکھی تھیں۔ ان میں اس بات کا خاص خیال رکھا تھا کہ ان میں عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی طرف رغبت پیدا نہ ہو سکے۔ اور مشقت پسندی، اور تکالیف کی برداشت کی عادت اور جفاکشی قائم رہے۔ چنانچہ ان کو تیرنے، گھوڑے کی سواری، نشانہ بازی، اور ننگے پاؤں چلنے کی مشق کرائی جاتی تھی۔ نیز حکم تھا کہ وہ رکاب کے سہارے گھوڑے پر سوار نہ ہوں۔ حماموں میں غسل نہ کیا کریں۔ دھوپ میں کھانا کھانا نہ چھوڑیں۔ اور نرم کپڑے نہ پہنا کریں۔

یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ صحابہؓ کی سادگی تنگ دستی کی وجہ سے تھی وہ سادہ زندگی اس واسطے بسر کرتے تھے کہ اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور تعلیم اسلام سے انہوں نے یہی اخذ کیا تھا۔ اور اُسے تعلیم اسلام کا ایک ضروری حصہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ روم و ایران کی فتوحات کے بعد بھی جب دولت و اموال کی کثرت تھی اس وقت بھی صحابہ کرام نہائت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت حفصہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اب تو خدا تعالیٰ نے فراخی عطا فرمائی ہے۔ آپ عمدہ غذا اور اچھے کپڑے استعمال کیا کریں۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ خدا کی قسم میں تو اپنے آقا کے نقش قدم پر ہی چلوں گا خواہ کتنی خوش حالی کیوں نہ نصیب ہو۔ اور اس کے بعد دیر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی اور عسرت کا تذکرہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ بے قرار ہو کر رونے لگیں۔

۱۱۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ کھانے پر بیٹھے دستر خوان پر عمدہ کھانے لائے گئے۔ تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرو گے۔ تو صراط مستقیم سے دور جا پڑو گے۔

۱۲۔ حضرت عمرؓ باوجودیکہ شہنشاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ پھر بھی ضرورت سے زیادہ کپڑے نہیں بنواتے تھے۔ ایک دفعہ آپ دیر تک گھر سے باہر نہ آئے اور لوگ انتظار کرتے رہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کپڑے میلے ہو گئے تھے۔ اس لئے ان کو دھو کر سوکھنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ کی غذا اتنی سادہ اور معمولی ہوتی ہے کہ ہمارے لئے اس کا کھانا دشوار ہوتا ہے آپ نے فرمایا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اعلیٰ درجہ کی غذا کھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ صحیح نہیں۔ خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ اگر مجھے قیامت کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی غذائیں کھا سکتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سادگی عدم مقدرت کی بناء پر نہ تھی بلکہ اکابر صحابہؓ اسے اسلامی تعلیم کا جزو سمجھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے بعض صحابہؓ کو عراق کی ایک مہم پر روانہ فرمایا وہ وہاں سے کامیاب و کامران واپس آئے۔ تو زرق برق لباس میں ملبوس تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو دیکھا تو منہ پھیر لیا۔ اور بات تک نہ کی وہ اس برہمی کی وجہ سمجھ گئے۔ وہاں سے اٹھ کر گھروں کو گئے اور سادہ لباس پہن کر واپس آئے تو آپ ان کے ساتھ نہائت خندہ پیشانی سے ملے۔ اور ہر ایک سے بغلگیر ہوئے۔ جو ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت عمرؓ سادہ لباس کو تعلیم اسلام کے ماتحت ضروری سمجھتے تھے۔ اور سادگی تنگدستی کے نتیجہ میں نہ تھی۔

حضرت عثمانؓ امرائے عرب میں سے تھے۔ اور اگر چاہتے تو امیرانہ ٹھاٹھ رکھ سکتے تھے۔ لیکن آپ نے کبھی زیب و زینت کی چیزیں استعمال نہیں کیں۔ حتیٰ کہ اس زمانہ میں عرب کے متوسط طبقہ کے لوگ جو کپڑے استعمال کرتے تھے۔ اس سے بھی آپ پرہیز کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی شادی حضرت علیؓ کے ساتھ ہوئی۔ تو جہیز میں ایک پلنگ۔ ایک بستر ایک چادر دو چکیاں اور ایک مشکیزہ دیا گیا اور آپ کی دعوت ولیمہ میں صرف کھجور جَو کی روٹی پنیر اور شوربا تھا۔ اس پر بھی حضرت اسماء کا بیان ہے کہ اس زمانہ میں اس سے زیادہ پُر تکلف ولیمہ نہیں ہوا۔

آج لوگوں کی ابتر حالت دیکھ کر ہر درد مند کا دل خون ہو جاتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کے علاج تک عوام کی نظر تو جاتی نہیں۔ اور لیڈروں کو اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ فی زمانہ ان کے مصائب کی وجوہ میں سے ایک بڑی وجہ ان کی کام سے نفرت اور پر تکلف زندگی کی عادت ہے۔ مسلمانوں میں بیکاری بہت زیادہ ہے۔ نوجوان بالخصوص کام سے متنفر ہیں۔ اور جو کام ان کے خود ساختہ معیار کے مطابق نہ ہو۔ اسے اختیار کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو ایسے تکلفات اور بے جا اسراف کا عادی بنا رکھا ہے کہ جس میں اخراجات بہت زیادہ ہوں۔ اور ان دونوں باتوں نے مل کر زندگی تلخ کر رکھی ہے۔ تمدنی مشکلات نے پریشان کر دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب انسان ایسی مشکلات میں مبتلا ہو تو دین کی راہ میں قربانی بھی مشکل ہوتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا تمدن اور سادہ زندگی کا نقشہ متذکرۃ الصدر مثالوں سے بالکل واضح اور نمایاں صورت میں ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ عسرت کی حالت کو نظر انداز کر دیں۔ پھر بھی آپ دیکھیں گے کہ وہ لوگ بالکل سادہ تھے حتیٰ کہ جب اموال بکثرت آنے شروع ہوئے اس وقت بھی ان کی سادگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور انہوں نے معلم ربانی سے جو تعلیم حاصل کی تھی اسے کسی حالت میں بھی نظر انداز نہیں کیا۔ نہ کھانوں میں اسراف کے عادی ہوئے اور نہ پہننے میں۔ شادی بیاہ کے مواقع پر بھی اس سادگی کو بدستور قائم رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ شاہنشاہ کونین سرور دو عالمؐ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃؓ الزہرا کی شادی ایسے رنگ میں کی۔ کہ آج کوئی معمولی سے معمولی حالت رکھنے والا بھی گوارا نہ کرے گا۔ آج لوگ شادی بیاہ پر آج جس قدر اسراف کرتے ہیں۔ اس کا مقابلہ آنحضرت ﷺ کے اسوہ کے ساتھ کرتے ہوئے شرم آجاتی ہے۔ اگر استطاعت ہو تو ایک حد تک جائز خرچ کو گوارا بھی کیا جاسکتا ہے لیکن آج جو مصیبت درپیش ہے وہ یہ ہے کہ پاس نہ ہونے کی صورت میں قرض اٹھایا جاتا ہے۔ جو بعض صورتوں میں کئی پشتوں تک ادا نہیں ہوتا۔ اور دادا کی غلطی پوتوں تک کی زندگی کو اجیرن کئے رکھتی ہے۔

پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں

جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کر لو اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر یہ قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

نسیم سیفی

میری شاعری

دہلی میں قیام کے دوران بہت سے ماہناموں میں میری نظمیں چھپتی رہیں۔ حتیٰ کہ دہلی سے باہر بھی مثلاً لکھنؤ میں میری نظمیں سر پنچ میں چھپا کرتی تھیں۔ وہاں کے ایک دوست اتنے متاثر ہوئے کہ وہ مجھ سے ملنے کی خواہش لے کر جلسے کے ایام میں قادیان بھی تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی ایک تقریب کے لئے مجھے سہرا کہنے کے لئے خط لکھا تو جو سہرا میں نے انہیں کہہ کر دیا وہ انہوں نے نہایت خوبصورت باریک کاغذ (جسے ہم گڈی کاغذ بھی کہتے ہیں) جس کے حاشیہ پر پھول چھپے ہوئے تھے چھپوا کر تقسیم کیا۔

وہ زمانہ تھا جب ترقی پسند تحریک زوروں پر تھی اور اکثر شاعر اس سے متاثر تھے۔ اگرچہ میں ایسی تحریکوں سے کبھی زیادہ متاثر تو نہیں ہوا لیکن اس میں کیا شک ہے کہ ماحول کے پیش نظر کبھی نہ کبھی کچھ کہنا پڑ ہی جاتا ہے۔ چنانچہ اسی تحریک کے زیر اثر میری بعض نظمیں "فیکٹری" اور "مزدور" کے متعلق ہیں۔ اور سانیٹ بھی ہیں اور اسی طرح ویسی ہی نظمیں جیسی کہ ترقی پسند تحریک کے شعراء کہا کرتے تھے۔ اگرچہ ہیں بہت کم۔ کیونکہ میں اس تحریک سے ذاتی طور پر اتنا متاثر نہیں تھا۔ صرف ماحول کو دیکھتے ہوئے یہ سوچ کر کہ کچھ کہا جائے دو چار نظمیں ضرور کہیں۔

اپنے اشعار نہ کسی کو دکھاتا تھا نہ کسی سے اصلاح لیتا تھا۔ ایک دفعہ میرے دوست مکرم عبدالرشید شیدا گجراتی مجھے حیدر دہلوی کے پاس لے گئے۔ ان کے آپس میں مراسم تھے۔ کہنے لگے چلئے آپ کو ایک بہت بڑے شاعر سے ملائیں حیدر دہلوی کو بعض لوگ خیام الہند بھی کہا کرتے تھے۔ میں ان کے پاس گیا علیک سلیک ہوئی۔ تھوڑی سی بات چیت ہوئی اور اس کے بعد پھر کئی روز تک ملنے کا موقعہ نہ ملا۔ ایک روز وہ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے میں بھی وہاں گیا۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے خفگی کا اظہار کیا ان کا خیال تھا کہ ان سے میری جو ملاقات ہوئی تھی وہ ان کی شاگردی اختیار کرنے کے لئے ہوئی تھی حالانکہ میرے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات نہ تھی کہ میں ان کا یا کسی اور شاعر کا شاگرد بن جاؤں۔

میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے اپنے تک محدود رکھا ہے۔ میں مشاعروں میں بھی نہیں جاتا۔ اس لئے کہ میں اس بات کو برداشت ہی نہیں کرتا کہ میں اپنے کسی شعر پر خاص طور پر داد وصول کروں۔ مجھے کبھی یہ خیال پیدا نہیں ہوا کہ یہ شعر کہہ کر کوئی بہت بڑا تیر مارا ہے۔

نظمیں تو بہت کہیں لیکن جن نظموں پر میں خاص طور پر فخر کر سکتا ہوں وہ نظمیں ہیں جو حضرت امام جماعت الثانی کی تصنیف دعوۃ الامیر کے بارہ دلائل میں سے چار دلائل کو میں نے نظم کیا تھا۔ یہ نظمیں کہتے ہوئے میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں یہ بارہ دلائل نظم کے طور پر پیش کروں یہ تو مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا لیکن یہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ بعد میں محترم مولوی عبدالرحمان صاحب انور مجھ سے کہنے لگے کہ ایک دن تمہارا نام حضرت صاحب کے سامنے آیا تو مجھ سے حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا تم اسے جانتے ہو۔ میں نے کہا حضرت میں تو نہیں جانتا۔ فرمانے لگے یہ تو ہمارے سلسلے کے شاعر ہیں۔ میں ان بارہ دلائل میں سے چار دلائل نظم کر سکا اور اب وہ چار دلائل "معیار صداقت" کے نام سے میں نے شائع کروا دیئے ہوئے ہیں۔

دہلی میں قیام کے دوران زندگی وقف کی اور اپنے دفتر سے استعفیٰ دے کر قادیان واپس آگیا جب باہر جانے کا ارشاد ملا تو میں نے اپنا ایک مختصر سا مجموعہ تیار کیا جس پر خواجہ نواب محمد شفیع صاحب نے دیباچہ لکھا۔ اسی سلسلے میں میں نے احمد ندیم قاسمی صاحب کو بھی خط لکھا کہ اگر میں اپنا یہ مجموعہ ان کی خدمت میں بھیجوں تو کیا وہ اس پر پیش لفظ لکھ سکیں گے۔ ان کا جواب اثبات میں آیا لیکن ابھی اس کی طباعت کا وقت نہیں آیا تھا۔ بوجوہ میں یہ مجموعہ شائع نہ کروا سکا اس کے بدل کے طور پر میں نے فوری طور پر اپنی چند ایک مذہبی موضوعات سے تعلق رکھنے والی نظمیں اکٹھی کر کے "اشارے" کے نام سے شائع کروا دیں۔ میں ۸، جنوری ۱۹۴۵ کو قادیان سے نائیجیریا کے لئے روانہ ہوا تھا۔ اور ۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر ہو گئی میرے خاندان کو پاکستان منتقل ہونا پڑا تو کتاب قادیان ہی میں رہ گئی اس کا پیش لفظ محترم عبدالسلام صاحب اختر ایم اے نے لکھا تھا۔

پیش لفظ میں ۱۹۴۴ء میں محترم عبدالسلام صاحب اختر نے لکھا "مخالفین کا اعتراض ہے کہ احمدیت کا ادبی محاذ ابھی قائم نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اشارے کی طباعت ان کے اس اعتراض کا مکمل جواب ہے۔ کاش وہ دیکھیں اور غور کریں کہ چمنستان شعر و سخن کے کسی گوشے میں ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے جس میں ادب کو مذہب کی شعاعوں سے جلاء دے کر تسکین روح کے امکانات قریب سے قریب تر ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔

اس کے بعد میں نائیجیریا چلا گیا۔ چند مہینے فلسطین میں قیام کا موقعہ ملا اور اس کے بعد صحرائی راستہ سے نائیجیریا پہنچا۔ میرے تین رفیق سفر تھے۔ ایک محترم مولانا عبدالخالق صاحب، مکرم نذیر احمد صاحب رائے ونڈی، اور مکرم ملک احسان اللہ صاحب اگرچہ راستہ دشوار گزار تھا لیکن چار ساتھی ہونے کی وجہ سے سب کا پکنک کا موڈ رہا۔ اور خدا کے فضل سے ہم خیروعافیت سے نائیجیریا پہنچ گئے۔ وہاں جا کر مجھے چند ایک نظمیں کہنے کا موقعہ ملا۔ صرف چند ایک۔ میں سوا پانچ سال کے بعد اپنی فیملی کو لینے کے لئے ربوہ آیا تو اس وقت تک زیادہ سے زیادہ میں نے پانچ یا دس نظمیں کہی ہوں گی۔ گویا کہ سال میں ایک یا دو۔ واپس چلا گیا اس کے بعد تقریباً پندرہ سال وہاں رہنے کا موقعہ ملا۔ یعنی وہاں نائیجیریا کا کل قیام تقریباً ۲۰ سال کے عرصے تک ممتد تھا اس عرصہ میں بہت کم غزلیں یا نظمیں کہیں۔ مشن کے کام میں اتنا مصروف رہا کہ کبھی یہ خیال ہی نہ آیا کہ مجھے کوئی نظم بھی کہہ لینی چاہئے اور پھر یہ بات بھی تھی کہ چونکہ کسی نظم کے کہنے پر اس کی اشاعت کا کوئی آسان ذریعہ نہیں تھا سوائے اس کے اسے پاکستان بھیجتا اس لئے بھی کبھی دل میں اس طرح کا شوق پیدا نہیں ہوا کہ نظمیں اور غزلیں کہتے رہنا چاہئے۔ ۱۹۶۴ء میں میں واپس آیا۔ اگرچہ اس دوران کچھ نظمیں کہیں اور وہ مجھے اچھی بھی لگتی ہیں لیکن بہت کم۔ واپس آ کر ۱۹۶۴ء میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر نے فرمایا کہ تحریک جدید کے لئے ایک بلیٹین یا رسالہ نکالنا چاہئے۔ رسالے کا ڈیکلریشن حاصل کر لیا گیا اور ماہنامہ تحریک جدید نکلنا شروع ہو گیا۔ یہ ماہنامہ ۱۹۶۵ء کے اگست میں شروع ہوا تھا۔ اس میں تقریباً ہر ماہ میری ایک نظم چھپ جاتی تھی۔ اور اس کے علاوہ محترم مولانا ابوالعطا صاحب بڑی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ وہ نہ صرف یہ کہ میرے بھیجنے پر نظم شائع کر دیتے تھے بلکہ کئی دفعہ خود ارشاد فرماتے سیفی صاحب نظم کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات فرماتے کل تک مل جائے اور نظم انہیں مل جاتی الفضل 'انصار اللہ' اور خالد میں بھی نظم چھپ جاتی تھی۔ پھر ایک ایسا وقت آیا کہ شورش کاشمیری چٹان کے ایڈیٹر جن سے میں ۱۹۵۰ء میں قمر اجنالوی صاحب کی معیت میں مل چکا تھا کے پرچے میں پے در پے ہمارے خلاف نظمیں شائع ہونی شروع ہوئیں۔ یہ موقعہ مجھے ایک چیلنج کی صورت میں نظر آیا۔ چنانچہ میں نے جو نظمیں اس سلسلے میں کہیں ان میں سے بعض اوقات الفرقان کے ایک ہی پرچے میں چھ چھ نظمیں شائع ہوتی رہیں۔ الفرقان کا پرچہ اور چھ نظمیں ایک ہی شخص کی یہ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لئے بڑی سعادت تھی۔

حضرت امام جماعت الثانی کی ایک کتاب میں سے بعض دلائل لے کر میں نے کچھ نظمیں کہنی شروع کی تھیں۔ چار نظمیں کہیں تھیں کہ مجھے وہاں سے نائیجیریا جانے کا ارشاد ملا چنانچہ وہ چار نظمیں میں نے ۱۹۶۷ء میں ربوہ میں معیار صداقت کے نام سے چھپوا دیں۔ اس کے بعد میں نے اپنا ایک مجموعہ ۱۹۶۸ء میں نور فطرت کے نام سے شائع کیا اور اس کا دیباچہ محترم حضرت مولانا ابوالعطا صاحب نے تحریر فرمایا شعر کی تعریف کرنے کے بعد آپ نے لکھا نور فطرت جو سلسلہ احمدیہ کے نامور شاعر جناب نسیم سیفی کی نظموں کا مجموعہ ہے۔ اس پر نظر کرنے سے دل پکار اٹھتا ہے کہ اس میں حضرت حسان کی شاعری کا رنگ جھلک رہا ہے پاکیزہ الفاظ میں اور بہترین دلربا انداز میں حقائق کو ایک سلک میں پرو دیا گیا ہے۔ نظموں میں تنوع ہے جذبات فطرت کی صحیح تعبیر ہے۔ ادبیت کے ساتھ ساتھ دین داری کی روح ہر جگہ غالب ہے۔ آخر کیوں نہ ایسا ہوتا جبکہ شاعر کی ساری زندگی خدمت دین میں گزری ہے۔ وطن سے ہزاروں میل دور افریقہ کے مختلف علاقوں میں بھی ربع صدی کے لگ بھگ اسے اشاعت دین حق کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ عربی میں کہتے ہیں

کلّ اناءٍ یترشّحُ بما فیہ

کہ برتن سے وہی نکلے گا جو اس میں ہو گا۔ نور فطرت خادم دین حق شاعر کی روح کی آواز ہے۔ شاعر کی ساری نظمیں ہی دلربا اور دلکش ہیں اور یہ مجموعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتوں کے لئے اسم بامسمیٰ بنے گا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت نسیم کو اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب کرے اور ان کا یہ مجموعہ اہل ایمان کے لئے نسیم سحری اور اہل غیر کے سیف بقاء ثابت ہو۔ میں اخویم سیفی صاحب کو اس مجموعہ کی اشاعت پر دلی مبارک پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا ابوالعطا کا یہ تبصرہ یا یہ پیش لفظ میرے لئے انتہائی طور پر قابل فخر ہے۔

اس سے اگلے سال کے آغاز میں میں نے ۶۲۔ قطعات کی ایک چھوٹی سی کتاب تشنہ لب شائع کی۔ ۱۹۷۱ء میں میرا مجموعہ کلام "تلاش مسلسل" منصہ شہود پر آیا۔ اس میں نظمیں ہیں۔ غزلوں کا انتخاب ہے اور دعائیہ اشعار ہیں۔ جو میں نے بعض بچوں کی شادی کے موقعہ پر سہرے کے طور پر کہے تھے۔

بارہ سال تک تحریک جدید کے دفاتر میں مختلف فرائض سرانجام دیتے ہوئے ایک دفعہ

باقی صفحہ ۷ پر

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) بشارت احمد

تربیتِ اولاد

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے کہ انسان کی فطرت میں دو چیزوں کی محبت کا جذبہ کار فرما ہے یعنی ایک مال اور دوسرے اولاد یہ ہر دو اپنی اپنی جگہ پر زیب و زینت اور فخر کا ذریعہ ہیں۔ کسی شخص، کسی خاندان یا کسی قبیلہ کے لوگوں کی وجہ افتخار اس کا مال اور اس کی اولاد ہوا کرتی ہے۔ آج کے اس مضمون میں ہم صرف اولاد کے متعلق بات کریں گے۔ کیونکہ جس چیز سے جتنی محبت' پیار اور لگاؤ ہو۔ ضروری ہے کہ اس کی اتنی ہی خبرداری' نگہداشت اور خیال رکھا جائے۔

لیکن کئی قسم کے واقعات اور مختلف وجوہات آخر کیوں اولاد کے خراب انجام تک پہنچ جاتی ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حالات کرتے ہیں پرورش برسوں
حادثہ ایک دم نہیں ہوتا

چونکہ اولاد سے محبت اور پیار ایک نہ مٹنے والا اور نہ کم ہونے والا ولولہ اور جذبہ ہے لہٰذا اس کی تربیت کے متعلق بڑے غور اور توجہ کی ضرورت ہے۔ خاکسار اس سلسلہ میں بعض بزرگوں کا ذکر کرے گا جو اپنے نام' اپنے مقام اور اپنے زہد و تقویٰ میں لاثانی ہیں۔ کہ کس طرح انہوں نے اپنی اولاد کے متعلق تربیت کی اور ان کی اولاد شاد کام اور نیک نکلی۔ اور دوسرے دو بزرگوں کی ماؤں نے کس ڈھب سے اپنے بچوں کی پرورش کی کہ وہ آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے بن کر چمکے۔

سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ حضرت صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اولاد کی تربیت کے لئے حد سے زیادہ سختی' فکر یا مار پیٹ ایک طرح کا شرک ہے۔ ہم تو اپنی اولاد کو تھوڑا بہت سمجھا دیتے ہیں۔ پھر ان کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جس میں جتنا نیکی کا خمیر ہوگا اپنے وقت پر اتنا ظاہر ہو جائیگا حضرت صاحب نے اپنی اولاد کے لئے جو دعائیں کیں نہ صرف بڑی شان سے پوری ہوئیں بلکہ ہو رہی ہیں۔ بلکہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوا تو ہمیشہ ہمیش پوری ہوتی رہیں گی۔ انہی دعاؤں کے نتیجہ میں حضرت امام ثانی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب' حضرت امام ثالث اور حضرت امام رابع پیدا ہوئے۔

آیئے ایک ماں کا ذکر لیتے ہیں کہا گیا ہے کہ یہ ماں جب اپنے چھوٹے بچے کو اپنا دودھ پلایا کرتی تو باوضو رہتی۔ درود شریف پڑھتی رہتی دعائیں کرتی رہتی۔ اور وہ معصوم بچہ دودھ پیتا رہتا۔ اور معزز قارئین کرام آپ کو معلوم ہے کہ وہ بچہ بڑا ہوا تو وہ کیا بنا۔ وہ "نور دین" بن گیا۔ وہ حضرت بانی سلسلہ کی بیعت کرنے والا نہ صرف اول نمبر پر رہا بلکہ بفضل تعالیٰ قدرت ثانیہ کا پہلا مظہر بھی بنا۔

ایک اور ماں کی مثال لیتے ہیں۔ ایک دیہاتی عورت' لباس ٹھیٹھ گاؤں کا' بول چال خالص پنجابی' تعلیم واجبی بلکہ نہ ہونے کے برابر' مگر اس باغیرت اور نیک خدا کی بندی کا ایک بڑا وصف شرک سے مکمل اجتناب ہی نہیں بلکہ نفرت' صرف نفرت اور حقارت ہی نہیں بلکہ اس نے یکے بعد دیگرے اپنے چار لڑکے قربان کر دیئے۔ خدا تعالیٰ نے پھر اس کو اور لڑکے عطا فرمائے۔ اور پہلے لڑکوں کی قربانی کے بعد جو پہلا لڑکا نصیب ہوا آپ کو معلوم ہے وہ بڑا ہو کر کیا بنا۔ وہ "محمد ظفراللہ خان" بن گیا۔ اس نے امام وقت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جو اطاعت اور خدمت کی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ اپنے پیشہ' اپنے رتبہ کی آخری سیڑھی تک پہنچا۔ وہ پوری دنیا میں عالمی عدالت انصاف ہو یا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اس نے اپنا لوہا منوایا۔ مگر اندر سے ملائم موم' دین ہدیٰ کا شیدائی' جماعت احمدیہ کا فدائی' ایک باغیرت' باوصف شخص۔

ایسا کیوں ہوا۔ صرف اور صرف اس لئے کہ ان کی ماؤں نے اور ان کے باپوں نے اپنی اولاد کی محبت کے لئے دن رات دعائیں کیں۔ لگن اور توجہ سے اور نتیجہ آپ کے ہمارے سب کے سامنے ظاہر و باہر ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم اولاد کی محبت میں شرک کے عنصر کو داخل نہ ہونے دیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے ان والدین کو دیکھ کر جو اپنی اولاد کی ناجائز طرف داری کرتے ہیں۔ ان کی غلطیوں پر دوسروں سے جھگڑتے اور پردہ ڈالتے ہیں۔ اور پھر اپنی زندگیوں میں ہی کڑوا پھل چکھتے ہیں اور کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ اور دانستہ یا نادانستہ طور پر گلہ کرتے سنے جاتے ہیں۔ اولاد کی تربیت کا پہلا اور بہت ضروری اصول یہ ہے کہ اس سے ناجائز اور غلط محبت نہ کی جائے۔ اگر ایسا کیا تو اولاد کو شہ ملے گی اور وہ خرابی کی طرف چل پڑے گی۔ جیسے ایک پیشہ ور مالی یا کسان اپنی کیاری' باغیچہ یا کھیت سے خراب جڑی بوٹیوں کو نکال باہر کرتا ہے اس طرح ہم بھی اپنے بچوں کی غلط باتوں میں ان کا ساتھ نہ دیں۔ شروع میں تو شائد یہ برا

باقی صفحہ ۷ پر

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

شاعرِ خوش فکر..... عبدالسلام اختر

عبدالسلام اختر پر مجھے زندگی میں دو بار رشک آیا۔ ایک اس وقت جب ان کی غزل سنی کہ۔

ازل میرا سایہ ابد مرا پرتو
مری ذات ہی ذات ہے اور کیا ہے

اور دوسرے اس وقت جب وہ بیمار ہو کر فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ بنفس نفیس عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور دیر تک ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر ان کی صحت کی دعا فرمائی تو ایسی بیماری پر بے پناہ رشک آیا۔

اختر صاحب کے ساتھ تعلق تو برسوں سے ہے اور ان کا کلام سننے کا فخر بھی بارہا نصیب ہوا لیکن ان کے کلام پر کچھ لکھنے کی تحریک ان کی نظموں کا مجموعہ چشمۂ اصفیٰ چھپنے پر ہوئی "چشمۂ اصفیٰ" اختر صاحب کی ان نظموں کا مجموعہ ہے جو اختر صاحب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرتِ طیبہ کے بعض پہلوؤں کے بارہ میں کہی ہیں۔ کسی شاعر کی قدرتِ بیان کا اظہار غزل سے زیادہ نظم سے ہوتا ہے کیونکہ مضمون کا تسلسل برقرار رکھنا اور لفظوں کے تموج میں نظم کے مزاج کو برقرار رکھنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ اختر صاحب کی نظمیں دیکھ کر بے اختیار یہی زبان سے نکلا کہ کاش وہ نظم ہی کہا کریں۔ ان کی نظمیں ان کی غزلوں کی نسبت سے زیادہ زوردار' رواں شگفتہ اور اثر انگیز ہوتی ہیں "چشمۂ اصفیٰ" کی تو بات ہی اور ہے کیونکہ اس میں ایسی شخصیت کی سیرت کا تذکرہ ہے جس نے اس دَور کی تاریخ بدل کے رکھ دی ہے۔ جس کی خاکِ پا کو آنکھوں کا سرمہ بنانا اور جس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنا شاہوں کے لئے بھی باعث فخر ہے!!

عبدالسلام اختر' جماعت کے ممتاز شاعر ہیں۔ ان کے کلام کا اپنا رنگ ڈھنگ ہے۔ جوش کی ولولہ انگیزی' جگر کی حلاوت' اقبال کی فلسفیانہ حدت' یہ ساری چیزیں اختر صاحب کے کلام میں جمع ہو گئی ہیں۔ اور یہ امر کتنا مبارک ہے کہ اختر صاحب ان خوبیوں کو احمدیت کی اشاعت کے لئے وقف کر چکے ہیں۔

میں نے اختر صاحب کو پہلی بار ۱۹۴۹ء میں ربوہ کے ایک جلسہ میں نظم پڑھتے ہوئے دیکھا۔ شاعر جھومتے ہوئے ہلکے ہلکے ترنم کے ساتھ نظم پڑھ رہا تھا اور لوگ داد دے رہے تھے۔ کچھ بے داد کے ڈونگرے بھی برسائے گئے لیکن دبے لفظوں میں! خیال ہوا کہ اس شاعر سے ضرور ملنا چاہئے۔ ملے تو ان کی باتیں سن کر کوئی خاص خوشی نہ ہوئی کیونکہ وہ باتیں ہمارے فہم سے بالا تھیں۔ رفتہ رفتہ اختر صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور کالج کی سرگرمیوں کی وجہ سے ان سے قرب کے مواقع زیادہ ہوتے گئے' تب احساس ہوا کہ یہ نحیف و نزار اور بظاہر لاپرواہ شخص کتنا اچھا شاعر ہے اور اس کے کلام میں کتنے بڑے بڑے شاعروں کی خوبیاں جمع ہو گئی ہیں۔

اختر صاحب کی زندگی میں بڑے اتار چڑھاؤ دیکھے ہیں۔ کبھی یہاں' کبھی وہاں' کبھی اس دفتر میں کبھی اس دفتر میں لیکن گھٹیالیاں کالج کی پرنسپلی سے لے کر وقف جدید کی نظامت مالیات تک اختر صاحب کی طبیعت ویسی کی ویسی ہے۔ وہی تپاک' وہی بے تکلفی' وہی شاعرانہ بے نیازی اور وہی اپنے حال میں مگن رہنے کی عادت! ان کے کلام میں بھی رنگا رنگ کیفیات ہیں۔ انہوں نے ہر ماحول میں اپنے آپ کو بڑی خوبی سے ڈھال لینے کی کوشش کی ہے۔ ربوہ بنا تو اختر صاحب اولین بسنے والوں میں تھے۔ چٹیل میدان کی وسعت نے انہیں بہت متاثر کیا اور جب ربوہ آباد ہو گیا تو اس بستی کے مکینوں نے ان کے قلب و دماغ میں جگہ بنا لی۔ گھٹیالیاں گئے تو ہرے بھرے کھیتوں کی شادابی نے انہیں اپنی طرف کھینچا اور واپس آ کر "وقف جدید" میں متعین ہوئے تو وقف جدید کے بجٹ پر طبع آزمائی کرنے لگے۔ غرض ان کی متنوع طبیعت کسی حال میں بھی رک نہیں سکی۔

آبگینہ تندیٔ صہبا سے پگھلا جائے ہے

اختر صاحب کی زبان میں بڑی چاشنی ہے۔ وہ نظم کہتے ہیں تو گویا لفظوں کو سان چڑھاتے ہیں۔ کسی بھی موضوع پر ان کے لئے نظم کہنا آسان ہے۔ "تریاق سلیمانی" ہو یا ماہنامہ "خورشید حکمت" کا اجراء بس ان کی طبیعت کو ذرا سی مہمیز کی ضرورت ہے اور ۔

پھر دیکھئے اندازِ گل افشانیٔ گفتار

اختر صاحب واقف زندگی ہیں اور وقف کے تقاضوں سے پوری طرح آشنا اور باخبر۔ ان کے شعروں میں سپردگی' والہیت اور خدمت کا احساس بڑا نمایاں ہے۔ کاش ان کا مجموعہ کلام جلد شائع ہو اور ہم ایسے تشنگانِ علم و ادب کی سیرابی کا باعث ہو

دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک

(سہ ماہی المنار......... ربوہ)

کامل نیک وہ ہے جو تقویٰ کی تمام راہوں کو اختیار کرتا ہے۔ (حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

طاعون کی وبا سورت سے نئی دہلی پہنچ گئی

بھارتی محکمہ صحت کی طرف سے ان اعلانات کے باوجود کہ طاعون کی وبا قابو میں ہے' یہ خطرناک وبا سورت سے نکل کر بھارتی دارالحکومت میں بھی پہنچ گئی ہے۔

بھارتی محکمہ صحت نے تصدیق کی ہے کہ طاعون کے دو کیسز زیر علاج ہیں اور چار مزید کے بارے میں تحقیق کی جا رہی ہے۔ نئی دہلی میں وزیر صحت نے بتایا ہے کہ (۹۰ لاکھ کی آبادی کے اس شہر میں) طاعون کا شکار ہونے والوں کو تلاش کرنے اور ان کو آبادی سے علیحدہ کرنے کی زبردست مہم چلائی جا رہی ہے۔

نئی دہلی میں جو افراد طاعون سے بیمار ہوئے ہیں ان کی حالت خراب نہیں ہے۔ ان کا باقاعدگی سے علاج کیا جا رہا ہے۔ یہ افراد سورت سے نئی دہلی آئے تھے۔ سورت سے چار لاکھ کے قریب افراد طاعون پھوٹنے کے بعد شہر چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں چلے گئے ہیں۔ سورت کی آبادی ۲۰ لاکھ ہے۔

سورت میں نمونک پلیگ پھیلی ہے جو مریض سے رابطہ کرنے یا اس کے سانس سے دوسروں کو لگ جاتی ہے۔ پلیگ کی دوسری قسم جسے بوبونک پلیگ کہتے ہیں آسانی سے دوسروں تک منتقل نہیں ہوتی۔

سورت سے بھاگنے والے افراد کے ذریعے بھارت کے ۲۵ صوبوں میں سے سات صوبے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔

بھارت نے عالمی ادارہ صحت سے امداد طلب کر لی ہے۔ بھارت کے اہم ڈاکٹر اور سورت کے ڈاکٹر صاحبان سر جوڑ کر بیٹھے یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ وبا جس کو ساری دنیا میں کنٹرول کر لیا گیا تھا کس طرح اچانک بھارت میں پھوٹ پڑی ہے۔

مقامی ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ حکومت نے اس وبا سے نبٹنے میں سستی سے کام لیا ہے۔ انہوں نے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن سے اپیل کی ہے کہ وہ آگے آئیں اور ان کی کوششوں میں مدد کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے امریکہ شہر اٹلانٹا' جارجیا' کے مرکز برائے کنٹرول متعدی امراض سے بھی امداد طلب کی ہے۔

اگرچہ ڈاکٹروں کی ایک تھوڑی سی تعداد ان ۵ لاکھ کے قریب افراد میں شامل تھی جو اس وباء کا انکشاف ہوتے ہی شہر سے فرار ہو گئے۔ مگر ڈاکٹروں کی اکثریت اور دیگر ہیلتھ ورکرز شہر میں بدستور موجود ہیں۔ سرکاری انتظام میں چلنے والا سول ہسپتال شہر کا وہ واحد ہسپتال ہے جہاں طاعون کے مریض داخل کئے جا رہے ہیں یہاں ڈاکٹروں نے لمبی لمبی ڈیوٹیاں دیں اور کئی دفعہ ان کو کھانا بھی نصیب نہ ہوا کیونکہ کچن کا عملہ غائب ہو چکا تھا۔ طاعون کی قسم بوبونک پلیگ BUBONIC PLAGUE کم خطرناک ہوتی ہے۔ یہ ایک ماہ پیشتر ہمسایہ ریاست مہاراشٹر میں تھی۔ لیکن سورت میں جس قسم کی طاعون کا زور ہے وہ نمونک پلیگ PNEUMONIC PLAGUE ہے۔ یہ بہت شدید متعدی بیماری ہے اور یہ مریض سے دور دراز کے رابطے سے بھی لاحق ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ یہ طاعون کم از کم ایک ماہ پیشتر پھوٹی تھی۔ اور ہسپتالوں میں جو مریض ایک پراسرار بیماری میں مبتلا ہو کر آئے جن کو تیز بخار تھا اور جن کو خون جاری تھا اور جو ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر انتقال کر گئے۔ وہ طاعون کا ہی شکار تھے۔

فزیشن کیتان ڈیسائی نے کہا کہ میں نے ایسے آٹھ کیسز کا علاج کیا مگران میں سے ایک بھی نہ بچا۔ ماضی کے ان مریضوں کا خیال کر کے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دراصل طاعون یہاں پر ایک سے ڈیڑھ ماہ پہلے سے موجود تھی۔

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ۱۸ ستمبر کو ہزاروں ہندو ہاتھی کے سر والے قسمت کے دیوتا گنیش کے بت مقامی دریا کے پانی میں ڈبونے کے لئے یہاں آئے۔ ان کے ذریعہ سے یہ بیماری پیدا ہوئی جو متعدی شکل اختیار کر گئی ہے۔

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ صرف ۴۸ گھنٹوں میں یہ بیماری پورے جوبن پر پہنچ جاتی ہے۔ مقامی حکومت کا کہنا ہے کہ جب پہلے چار کیسز کا پتہ چلا اس وقت ۲۰ ستمبر کی تاریخ تھی۔

اس میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ وہ تمام لوگ جو اس بیماری سے موت کا شکار ہوئے اور جو ابھی ہسپتال میں ہیں وہ سب کے سب ہندو ہیں۔ اس سے ڈاکٹر یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ یہ بیماری ۱۸ ستمبر کو پھیلی جب پلیگ کے جراثیم وسیع پیمانے پر پھیل گئے تھے۔

☆O☆

بوسنیا- روس امریکہ تعلقات میں وجہ اختلاف

بوسنیا ہرزی گووینا کا مسئلہ اس وقت امریکہ اور روس کے تعلقات کے درمیان اختلاف کی وجہ بن چکا ہے۔ اگرچہ دونوں اطراف کے افسران کا خیال ہے کہ روسی صدر یلسن کے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران صدر کلنٹن سے ان کی بات چیت میں یہ مسئلہ زیر بحث آئے گا مگر یہ مسئلہ دونوں ملکوں کی بات چیت پر اپنے گہرے سائے نہیں ڈالے گا بلکہ اصل بات چیت بدستور اقتصادی معاملات پر ہی رہے گی۔

صدر یلسن اب اپنے ملک کا کنٹرول مضبوطی سے سنبھالے ہوئے ہیں اور اقتصادیات پر ان کی گرفت مضبوط ہے اور روس کی معیشت بھی اب مستحکم ہو رہی ہے۔ ماضی کی سربراہی ملاقاتوں کی طرح کوئی بحران بھی سامنے نہیں ہے۔ لیکن اگر اختلاف ہے تو بوسنیا کے مسئلے پر۔ لیکن یہ مسئلہ بہرحال ثانوی حیثیت رکھتا ہے اور زیادہ نمایاں مسئلہ نیٹو میں مستقبل میں روس کا کردار ہے۔

صدر کلنٹن نے امریکی کانگرس کو بتایا ہے کہ اگر ۱۵- اکتوبر تک بوسنین سرب امن منصوبہ تسلیم نہیں کرتے تو امریکہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے کہے گا کہ وہ مسلم بوسنین حکومت کو ہتھیاروں کی فروخت پر عائد پابندیاں ختم کر دیں۔

روس جو کہ پانچ ملکوں کے اس گروپ میں شامل ہے جنہوں نے بوسنیا کی تقسیم کا امن منصوبہ پیش کیا ہے اور جو سربوں پر زور دے رہا ہے کہ وہ امن منصوبہ تسلیم کر لیں۔ وہ اس بات کا سختی سے مخالف ہے کہ بوسنیا کو ہتھیار فراہم کئے جائیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اس سے جنگ کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔ اور اس کے نتیجے میں اقوام متحدہ مجبور ہو جائے گی کہ وہ اپنے امن قائم کرنے والے دستے وہاں سے واپس بلالے۔

اس کے متضاد روس یہ بھی چاہتا ہے کہ بوسنین سربوں کے سابقہ سرپرست سربیا پر سے اقتصادی پابندیاں ختم کر دی جائیں۔ کیونکہ اس نے سربوں کے ساتھ اپنی سرحدیں بند کر دی ہیں۔ جبکہ امریکہ اس نظریے کا حامی نہیں ہے۔

اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ پانچ ملکی رابطہ گروپ میں سنگین اختلافات سر اٹھا رہے ہیں۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ پانچ ملکی رابطہ گروپ کا تعین ایک اہم کامیابی تھی لیکن امریکہ اور روس اس کے طرز عمل پر متفق نہیں ہیں۔

یہ معاملہ دونوں ملکوں میں وجہ نزاع ہے لیکن اس سے دونوں ملکوں کے درمیان باہمی تعاون کی فضا پر اثر نہیں پڑے گا۔ روسی ماہرین کا خیال ہے کہ ثانوی اہمیت کے اس مسئلے پر زیادہ زور نہیں دیا جائے گا۔

روس روایتی طور پر سربوں کا حلیف ہے۔ ماضی میں پون صدی پیشتر جو بلقان کی جنگیں ہوئیں اس وقت بھی روس سربوں کا ساتھی تھا۔ اور ان جنگوں کے نتیجے میں بوسنیا کا علاقہ جو ترکی کا ایک صوبہ تھا' اور بہت سے علاقوں کی طرح ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

حالیہ جنگ جب سے شروع ہوئی ہے اس میں روس کی حمایت سربوں کے لئے وقف رہی۔ امریکہ نے بڑی کوشش کر کے روس کو پانچ ملکی رابطہ گروپ کے امن سمجھوتے پر راضی کر لیا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ روس کی خفیہ حمایت پر تکیہ کرتے ہوئے اب تک بوسنین سرب اس منصوبے کو تسلیم نہیں کر رہے۔ اور امریکی کوششیں ابھی تک بوسنیا میں امن کی راہ ہموار نہیں کر سکیں۔

☆O☆

ہیٹی کے فوجی حکمرانوں کا رویہ

ہیٹی میں ایک عجیب و غریب صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ امریکہ نے اپنی رائے عامہ کی مخالفت سے بچنے کے لئے ہیٹی میں خونریزی سے بچنے کی پالیسی اپنائی۔ اور ہیٹی کے فوجی حکمرانوں کو بعض تحفظات فراہم کرنے کے وعدے پر ان سے اقتدار سے علیحدگی منوالی۔ خیال تھا کہ ہیٹی کے فوجی حکمران جنرل سیڈراس اپنے ساتھیوں سمیت ملک چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔ لیکن وہ اس پر مصر ہیں کہ وہ کہیں اور نہیں جائیں گے۔

اس صورت حال میں امریکی اتھارٹیز اب جنرل سیڈراس کی منتوں پر اتر آئی ہیں کہ وہ خاموشی سے ملک چھوڑ جائیں تاکہ امریکی پالیسیوں کا تسلسل برقرار رہ سکے۔ مگر فوجی حکمران کہتے ہیں کہ ہم ملک چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ اس صورت حال نے امریکہ کو مخمصے میں ڈال دیا ہے کیونکہ ہیٹی میں ان کی موجودگی جمہوری حکومت کو مشکلات سے دوچار رکھے گی۔ کیونکہ جن کا تختہ انہوں نے ۱۹۹۱ء کو ستمبر میں الٹا تھا وہ اب دوبارہ حکمران ہوں گے۔ جب سابق صدر مسٹر ارسٹیڈ دوبارہ حکومت سنبھالیں گے تو ہیٹی کے سابق فوجی حکمرانوں کا وجود ان کے لئے پریشانیاں پیدا کرتا رہے گا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ان حکمرانوں کو عام معافی دینے کے لئے پارلیمنٹ کا اجلاس بھی بلالیا گیا ہے۔

☆OOO☆

> جو شخص تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرے گا اس کے اعمال قبولیت کا درجہ حاصل کریں گے۔ ورنہ رد کر دیئے جائیں گے۔
>
> (حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم راجہ عبدالرشید صاحب ابن حکیم عبداللہ صاحب (وفات یافتہ) جہلم شہر ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آچکے ہیں لیکن ابھی کمزور ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنی بیٹی کا نام ملیحہ ماجد سے تبدیل کر کے قانتہ قندیل رکھ لیا ہے آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

عبدالماجد والد قانتہ قندیل
معرفت تاج دین مکان نمبر ۲۳/۱۸
دارالصدر شرقی ربوہ

پتہ درکار ہے

○ محترمہ شفیقہ خان صاحبہ اہلیہ مکرمی ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب وصیت نمبر ۲۰۵۰۱ خود پڑھیں یا کسی صاحب کو ان کے بارے میں علم ہو تو دفتر وصیت ربوہ کو ان کے ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

بقیہ صفحہ ۱

آپ کا جنازہ مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے بیت المہدی گولبازار میں پڑھایا۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم منیر احمد صاحب چٹھہ مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ آپ مکرم چوہدری احمد یار صاحب دھالیوال آف ڈیری وال کی صاحبزادی اور مکرم چوہدری رحمت علی صاحب کی بہو تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

بقیہ صفحہ ۴

پھر حضرت امام جماعت الثالث نے خاکسار کو سیرالیون جانے کا ارشاد فرمایا۔ پہلی دفعہ صرف مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے لئے اور ۲۱ کے بعد گیا تو ایک سال کے لئے تھا۔ لیکن تین ساڑھے تین سال قیام کرنا پڑا۔ اس دفعہ مغربی افریقہ جانے سے قبل میں نے زادِ سفر ایک مجموعہ تیار کیا اس میں میری آزاد نظمیں ہیں غزلیں ہیں۔ اور نظمیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں جو میری آزاد نظمیں ہیں وہ جب میں نے کہی تھیں اس وقت بھی مجھے اچھی لگتی تھیں اور اب بھی اچھی لگتی ہیں اور شائد ہمیشہ اچھی لگتی رہیں گی۔ آزاد نظموں کے متعلق ایک خاص بات قابل ذکر ہے۔ اور وہ یہ کہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے بیت الاقصیٰ میں ایک نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا۔ اس موقعہ پر میں نے ایک آزاد نظم سنائی۔ ایک پنجابی کی نظم سنائی اور ایک اردو کی آزاد نظم۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ میرے ایک بزرگ دوست قیس مینائی صاحب اس بات پر بڑے رنجیدہ ہوئے کہ مجھ جیسے شخص نے آزاد نظم سنائی۔ ان کے ذہن میں یہ بات آہی نہیں سکتی تھی کہ کوئی شاعر جسے کسی نہ کسی رنگ میں اچھا شاعر بھی کہا جا سکتا ہے۔ وہ آزاد نظم کہے گا۔ میرے پاس بھی انہوں نے شکوہ کیا لیکن جب میں سیرالیون چلا گیا تو مجھے پتہ چلا کہ انہوں نے ایک مفصل مضمون لکھا پہلے وہ کسی اخبار میں شائع کروایا اور اس کے بعد انہوں نے مکتوب شاعر کے عنوان سے اسے پمفلٹ کی صورت میں شائع کروا دیا اور بجائے مجھے میرے نام سے مخاطب کرنے کے میرے نام کو بدل کر ندیم کیفی کے نام سے ساری باتیں کہیں۔ قیس صاحب یہ پمفلٹ لے کر میرے پاس آئے مجھے پمفلٹ دیا بغیر یہ بتائے کہ یہ تمہارے متعلق ہے میں تو بہرحال سمجھ ہی گیا تھا میں نے انہیں کہا کہ آپ مجھ سے ایک آزاد نظم سنیں اور دیکھیں کہ یہ کیا تاثر دیتی ہے۔ چنانچہ دفتر میں بیٹھے میں نے انہیں ایک آزاد نظم سنائی کسی حد تک خوش تو ہوئے لیکن پوری طرح نہیں اس لئے کہ وہ پرانی طرز کے بہت اچھے شاعر تھے۔ بہت اچھے شاعر تھے اور اپنی ڈگر کو بدلنا آسان کام نہیں۔ اس لئے وہ یہ سمجھ ہی نہیں سکتے تھے کہ ایک شاعر جسے وہ اچھا شاعر کہتے تھے۔ آزاد نظم لکھے۔ ان کے خیال میں یہ بہک جانے والی بات تھی گویا کہ میں بہک گیا ہوں۔ لیکن بہرحال مجھے اپنی یہ نظمیں پسند ہیں۔ ۱۹۷۹ء کے آخری ایام میں میں سیرالیون سے واپس پاکستان آگیا یہاں آکر مئی ۱۹۸۱ء میں میں نے "قدم قدم منزل" اپنا مجموعہ شائع کیا اس میں ۵۶ غزلیں ہیں۔ آزاد نظمیں ہیں اور وہ پرانی نظمیں جو میں نے ۱۹۴۰ء کے قریب کے ایام میں کہی تھیں اور میرے پاس محفوظ تھیں وہ بھی ہیں۔ ان میں ترقی پسند تحریک سے میں جتنا بھی تھوڑا بہت متاثر تھا اس سلسلے میں کہی گئی نظمیں بھی موجود ہیں۔ ایک آدھ سانیٹ بھی ہے اور ان کے علاوہ میری پنجابی نظمیں بھی اس کتاب میں شامل ہیں۔ اور دعائیہ اشعار بھی اور بعض نظمیں خاص طور پر بچوں کے لئے کہی گئی بھی اس میں شامل کر دی گئیں۔ یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں چھپی تھی ایک دو سال ہوئے ایک دوست گھر پر ملنے آئے ان کے ساتھ ایک نوجوان بچہ بھی تھا۔ جو یقیناً اس وقت یعنی ۱۹۸۱ء میں بالکل چھوٹی عمر کا تھا۔ کہنے لگا انکل آپ نے ایک نظم عید پر لکھی تھی نا۔ اس نے وہ نظم مجھے زبانی سنانی شروع کر دی۔ یہ نظم "قدم قدم منزل" ہی میں شامل ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اس میں پنجابی نظمیں بھی ہیں۔ بلکہ یہی میری ایسی کتاب ہے جس میں میں نے اپنی پنجابی نظمیں شامل کی ہیں۔ پنجابی نظموں میں ایک نعت ہے کچھ غزلیں ہیں۔ ایک نظم پرچھانواں ہے ایک اور نظم ٹپری واس ہے' اور ایک سانجھ سویرا' گلاں' راہواں' ہنیری رات' مقدر' اس قسم کی پنجابی نظمیں اس میں شامل ہیں۔

۱۹۸۵ء میں اپنا مجموعہ کلام شائع کیا جس کا نام ہے "کمند شوق" اس ساری کتاب میں غزلیں شامل کی گئی ہیں سوائے ایک دو نظموں کے جو ہیں تو غزل نما لیکن انہیں نظم کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی یاد میں ہے اور ایک عزیزم نصیر احمد صاحب شریف ابن محترم مولانا محمد شریف صاحب کی شادی کے موقعہ پر کہی گئی نظم ہے اس کے علاوہ دو چار آزاد نظمیں بھی اس میں شامل ہیں۔ باقی ساری کی ساری غزلیں ہیں۔

۱۹۸۷ء میں جب میں نے سمجھا کہ مجھے اپنی مصروفیات سے کسی حد تک مہلت ملی ہے تو میں نے کچھ نظمیں کہیں۔ ایک مہینے میں میری ۶۵۔ نظمیں ہو گئیں دوسرے مہینے کی نظمیں ملا کر ۱۲۵۔ ہو گئیں۔ ان نظموں میں سے پچاس ساٹھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک کے نام سے ایک مجموعہ میں شائع کر دیا۔ باقی نظمیں کچھ شائع ہو چکی ہیں۔ کچھ شائع ہونے والی ہیں۔ "آنکھوں کی ٹھنڈک" کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق ایک عجیب پیارا سا واقعہ پیش کرنے کو جی چاہتا ہے۔ میں نے اس کتاب میں سے ایک نظم الفضل میں چھاپی۔ اور اس کے نیچے اپنا نام لکھنے کی بجائے "آنکھوں کی ٹھنڈک" لکھا۔ چند روز کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں ان کے لئے) کا ارشاد ملا کہ یہ "قرۃ العین" کون ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ قرۃ العین کے نام سے کوئی نظم چھپی نہیں مجھے خیال پیدا ہوا کہ شائد حضرت صاحب کسی اور رسالے کا ذکر کر رہے ہوں میں نے خالد کو فون کیا میں نے انصار اللہ کو بھی فون کیا سب سے پوچھا کہ آپ کے ہاں قرۃ العین کے نام سے کوئی نظم چھپی ہے وہاں بھی کوئی نظم نہیں چھپی تھی۔ الفضل میں بھی کوئی نظم نہیں چھپی تھی۔ اس نام سے۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ اس کا کیا جواب لکھوں۔ حضرت صاحب نے پوچھا ہے کہ قرۃ العین کون ہے۔ میں قرۃ العین کو جانتا نہیں اور اس کی کوئی نظم بھی میرے الفضل میں نہیں شائع ہوئی۔ جب میں دفتر سے اٹھا اور گھر آرہا تھا تو راستے میں اچانک میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ حضرت صاحب نے آنکھوں کی ٹھنڈک کو قرۃ العین کہہ کر پکارا ہے چنانچہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں یہ اطلاع دی کہ یہ نظم تو میری ہے۔ میں نے اس کے نیچے اپنے نام کی بجائے آنکھوں کی ٹھنڈک لکھ دیا تھا۔ حضرت صاحب نے اس نظم پر جو میری تعریف فرمائی وہ میرے لئے ایک اثاثہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب کی ایسی تعریفیں ہی میری نظموں کو جاری رکھنے اور بہتر سے بہتر بنانے میں مدد دیتی ہیں۔

اس سلسلے میں لندن سے جو خط ملا اس پر مکرم محمد عیسیٰ صاحب کے دستخط ہیں اور وہ لکھتے ہیں:-

الفضل میں قرۃ العین کی نظم دیکھ کر (حضرت صاحب) نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے کہ پر اثر کلام ہے۔ (حضرت صاحب) نے ان کا تعارف بھی دریافت فرمایا ہے۔ براہ کرم اس سے مطلع فرمائیں۔

بقیہ صفحہ ۵

نہ لگے مگر جب بری عادتیں راسخ ہو جائیں تو پھر علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شروع سے ہی اصلاح اور تعمیر کردار کی طرف توجہ ہو۔ اپنا احسن نمونہ پیش کریں۔ رزق حلال ہی نہیں بلکہ طیب رزق سے ان کی پرورش کریں۔ آج کل عام خیال بلکہ عمل یہی نظر آتا ہے کہ تنخواہ میں گزارہ کس طرح ممکن ہے۔ اس لئے گویا ناجائز ذرائع اختیار کرنا جائز ٹھہرا۔ تو بس سمجھئے بیڑا غرق ہوا۔ اس سے پرہیز ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی شادی کے اول دن سے ہی دعائیں شروع کر دیں کہ الٰہی اولاد دینا تو نیک اور صالح۔ متقی اور پرہیزگار۔ خادم دین اور صاحب علم و عمل اور بلند بخت' صحت تندرستی اور لمبی عمر والی۔ ساتھ ساتھ طیب رزق اور اپنی ہلکی پھلکی مگر مسلسل اور لگاتار کوشش۔ پھر دیکھیں جب آپ کے بچے بڑے ہونگے جوان ہو جائیں گے تو آپ ہر لحظہ اور ہر دم ان کو دیکھ کر شکر خداوندی بجا لائیں گے۔ ہمارے دینی بزرگوں نے ایسا کر دکھایا بفضل خدا ہم میں سے بہت سے خود اس میدان کے تجربہ کار ہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کہ ہماری اولادیں ہماری نیک نامی اور غیرت کا باعث ہوں تا کہ ہماری زندگی میں اور ہمارے مرنے کے بعد بھی ہماری روحوں کو سکون ملتا رہے۔

بدہضمی، گیس، پیٹ درد
اور پیٹ کی روزمرہ کی تکالیف کیلئے بفضلہ تعالیٰ
بہت مفید ہومیوپیتھک دوا
ڈائی جیسٹین
DIGESTINE
قیمت -/15 روپے
کیمبرج میڈیسن ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 04524-771 , 04524-211283
فیکس 04524-212299

خبریں

ربوہ : 3- اکتوبر-1994ء
موسم اعتدال کی طرف مائل ہے
درجہ حرارت کم از کم 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ لالہ موسیٰ سے ڈنگہ جانے والی ایک مسافر بس میں دھماکہ ہونے سے ۷۔ افراد ہلاک اور ۳۷ زخمی ہو گئے۔ دھماکہ اس وقت ہوا جب بس چل رہی تھی۔ سکھ چیناں کے قریب سیٹ کے نیچے رکھا ہوا طاقتور بم پھٹ گیا۔ جس سے بس کے پرخچے اڑ گئے۔ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ زخمیوں کے اعضاء بس میں بکھر گئے۔ زخمیوں میں سے اکثر اپنے اعضاء سے محروم ہو گئے ہیں۔ زخمیوں کو گجرات اور دیگر ہسپتالوں میں داخل کر دیا گیا ہے۔

○ وزیر اعظم بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ عوام اپوزیشن کی منفی سیاست کا پہیہ جام کر دیں گے۔ حزب اختلاف درست طرز عمل اختیار کرے تو ہمارے دروازے آج بھی مذاکرات کے لئے کھلے ہیں۔ ملک میں ۱۹۹۸ء سے پہلے عام انتخابات کا کوئی امکان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عوام ۱۱۔ اکتوبر کی ہڑتال بھی مسترد کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ صنعتکاروں کا ٹولہ زیادہ دیر تک احتجاجی سیاست کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ احتساب ضرور کریں گے۔ اگر آج انہیں یہ یقین دلا دیا جائے کہ لوٹی ہوئی دولت کا حساب نہیں لیا جائے گا تو "سب اچھا ہے" کہہ کر خاموش ہو جائیں گے۔ لیکن ہم عوامی مفاد کا سودا نہیں کریں گے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ جمہوریت کو بچانے کی ذمہ داری بینظیر پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں اس وقت ملک کو بچانا ہے ہمیں پرواہ نہیں کہ ہماری جائیدادیں رہتی ہیں یا نہیں۔ اپنا نقصان کروا کر پاکستان کو بچالیں تو ہماری جیت ہوگی۔ اس مقصد کے لئے ہم نے کشتیاں جلا دی ہیں۔ بینظیر حقائق کو جھٹلانے اور آنکھیں بند کرنے کی بجائے حالات کی سنگینی کا اقرار کریں ورنہ کچھ عرصہ کے بعد سارا معاملہ ان کے بس سے باہر ہو جائے گا۔ وزیر اعظم جتنا جلد ہو سکے ہمارے مطالبات تسلیم کرلیں یہ ان کے لئے بہتر ہو گا۔

○ اپوزیشن کی تحریک کے جواب میں حکومت نے رابطہ عوام مہم چلانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اپوزیشن کی محاذ آرائی کی پالیسیوں سے نبٹنے کے لئے جلسے منعقد کئے جائیں گے۔ پہلا جلسہ ٹیکسلا میں ہو رہا ہے۔

○ کراچی میں وکلاء کی ہڑتال کے دوران ہنگامے ہوئے۔ پولیس نے عدالتوں پر قبضہ کر لیا۔ ۱۴۔ افراد زخمی اور ۲۷ گرفتار ہوئے۔ وکلاء نے ضلع ملیر کی عدالتوں کو شہر سے ۲۰ کلومیٹر دور منتقل کرنے کے خلاف علامتی ہڑتال شروع کی تھی۔ پولیس نے شدید لاٹھی چارج کیا جس سے بار کے صدر اور سات وکلاء سمیت ۱۴۔ افراد زخمی ہو گئے۔ وکلاء نے پولیس پر پتھراؤ کیا۔ کراچی بار نے غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال کا اعلان کر دیا ہے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خاں لغاری نے کہا ہے کہ امریکی معاہدوں پر اپوزیشن کے الزامات لغو ہیں۔ ایٹمی پروگرام اب زیادہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ پاکستان کا کوئی شخص ملکی مفادات کا سودا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ توانائی کے شعبے میں اگلے چند سال میں دس ارب ڈالر کی سرمایہ کاری ہوگی۔ معاہدوں پر عمل درآمد سے کوئی انجینئر بے روزگار نہیں رہے گا۔ ہم نے تمام انجینئرنگ یونیورسٹیوں، ووکیشنل اور فنی تعلیمی اداروں میں ڈبل شفٹ شروع کرنے کے لئے کہا ہے تاکہ فنی ماہرین کی کمی نہ ہو۔

○ پاکستان نے سنسنی خیز مقابلہ کے بعد آسٹریلیا کو پہلے کرکٹ ٹیسٹ میں ایک وکٹ سے ہرا دیا۔ جب پاکستان کی آخری وکٹ کا کھیل شروع ہوا تو پاکستان کو میچ جیتنے کے لئے ۵۷ رنز کی ضرورت تھی جو بظاہر ناممکن نظر آتے تھے لیکن آخری جوڑے انضمام الحق اور مشتاق نے نہایت ذمہ داری سے کھیلتے ہوئے یہ رنز بنا کر پاکستان کو فتح سے ہمکنار کر دیا۔

○ انٹیلی جنس بیورو کے سابق سربراہ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) امتیاز کے جوڈیشل ریمانڈ میں مزید ۱۴۔ دن کی توسیع کر دی گئی ہے۔ بریگیڈیئر امتیاز نے کہا ہے کہ انہیں جیل میں "را" اور "موساد" کے ایجنٹوں جیسی سہولتیں بھی حاصل نہیں۔

○ عالمی بینک نے پاکستان کے لئے ۵۔ ارب ڈالر کے پیکیج کا اعلان کیا ہے امریکہ نے پاکستان میں ساڑھے تین ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے انفراسٹرکچر فراہم کرنے کے لئے ورلڈ بینک کو پانچ ارب ڈالر (ڈیڑھ کھرب روپے) فراہم کرنے کے لئے کہا ہے۔ امریکہ کے صدر مسٹر بل کلنٹن نے وزیر اعظم کے نام ایک خط میں حکومت پاکستان کی اقتصادی پالیسیوں پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اس پیکیج سے نئی ریلوے لائنیں بچھائی جائیں گی۔ ٹیلی فون کے نظام میں توسیع کی جائے گی۔ پورٹ ٹرسٹ کراچی کی استعداد کو دوگنا کر دیا جائے گا۔ ادھر بھارت نے پاکستان میں امریکی سرمایہ کاری سے گھبرا کر زائد معاوضے کی پیشکش کر دی ہے۔

○ بھارت میں طاعون سے زبردست معاشی بحران کا خطرہ ہے۔ بھارت کو ۴۵ کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ حکومت نے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں۔ کان پور کا شہر بھی وبا کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ آئندہ چند روز میں وبا عروج پر ہوگی۔ یورپی کمیشن کی طرف سے بھارت کے لئے ۲ لاکھ ۴۰ ہزار ڈالر کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے۔

○ الیکشن ٹریبونل نے ایک رکن قومی اسمبلی اور ایک رکن سرحد اسمبلی کو نااہل قرار دے دیا ہے۔ آزاد رکن قومی اسمبلی کرم ایجنسی کے ایم این اے ذوالفقار علی ہیں اور سرحد اسمبلی کے جماعت اسلامی کے رکن صاحبزادہ طارق اللہ کی عمر کم تھی۔

○ تحریک فکر مودودی کے سربراہ اور جماعت اسلامی کے تاسیسی رکن مولانا نعیم صدیقی نے کہا ہے کہ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کو مولانا مودودی کا نام پسند ہے اور نہ ان کا ذکر۔ انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی میں خرابی کی نوعیت ناقابل اصلاح ہے۔

○ اپوزیشن نے کہا کہ اگر ۱۱۔ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال کے روز حکومت نے جبراً دکانیں کھلوانے اور ٹرانسپورٹ چلانے کی کوشش کی تو اپوزیشن مزاحمت کرے گی۔ نواز شریف ۱۱۔ اکتوبر سے قبل دو تین عوامی جلسوں سے خطاب کریں گے۔

○ فیڈریشن آف چیمبرز نے پہیہ جام ہڑتال میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا ہے ان کے نمائندے اس سلسلے میں کوئی بیان نہیں دیں گے۔ نہ باضابطہ اعلان ہو گا تاہم تمام ممبران انفرادی طور پر اس میں حصہ لیں گے۔

○ ملتان میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے سابق صوبائی وزیر میاں سعید احمد قریشی کا بیٹا ہلاک ہو گیا۔ جبکہ وہ خود، بیٹا، بیٹی، اہلیہ اور پوتی زخمی ہو گئے۔ بارہ موٹر سائیکل سواروں نے گھر میں گھس کر کلاشنکوف سے گولیاں برسائیں۔ حملہ آور اپنی دانست میں سب کو ختم کر کے چلے گئے۔

○ متعدد دینی جماعتوں نے ۱۱۔ اکتوبر کی پہیہ جام ہڑتال کو مسترد کر دیا ہے۔

○ سینٹ کے چیئرمین نے کہا ہے کہ وہ حکومت اپوزیشن مفاہمت کے لئے عملی قدم اٹھائیں گے۔

○ اپوزیشن لیڈر مسٹر گوہر ایوب نے کہا ہے کہ اپوزیشن نے وزیر اعظم بینظیر بھٹو کو صرف اجلاسوں تک محدود کر دیا ہے۔ نام نہاد عوامی حکومت کی وزیر اعظم ایک سال میں ابھی تک ایک بھی عوام جلسہ منعقد نہیں کر سکیں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اب وہ اپنی طلسماتی لیڈر شپ سے محروم ہو چکی ہیں۔

مسوڑھوں سے خون آنا اور بال گرنا
عام شکایات ہیں لیکن ہیں قابل فکر!
(ہومیوپیتھک) پائیوریا پاؤڈر قیمت 12/50
مسوڑھوں سے خون آنے کیلئے
(ہومیوپیتھک) فالنگ ہیئر آئل قیمت 25/-
گرتے بالوں کے لئے
کیور ہومیڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
فون نمبر 771-04524
04524-211288
فیکس: 04524-212299

ہمارے دواخانہ کا تیار کردہ
مشہور و معروف چورن
اکسیر معدہ
اب بڑی، چھوٹی ڈبی نئی پیکنگ کے علاوہ
منی پیک میں بھی دستیاب ہے
قیمت 20/- 15/- 1/-
خریدتے وقت تسلی کر لیجئے کہ
"اکسیر معدہ" خورشید یونانی دواخانہ کا بنا ہوا ہے
مینجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
ربوہ فون: 211538

پتہ

اکسیر موٹاپا 30/-	ہمدرد نسواں (حبوب اثمرلو) 15/-	دوائی فضل الٰہی برائے اولاد نرینہ 150/-	زد جام عشق 600/-	اکسیر لیکوریا کیپسول 30/-	کلین اپ چہرے کے فیر قروند کی بالوں کیلئے 15/-	سفوف اکسیر شوگر 30/-	جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار۔ ربوہ فون: 659